ارشادات حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب نقشبندی مدظلہٗ العالی

سجادہ نشین بیربل شریف (ضلع سرگودھا)

ماخوذ از انقلاب الحقیقۃ

حضرت موصوف مدظلہٗ نے اپنے مرشد عارف ربانی حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کرنے کے بعد اپنے واقعات باطنی (تغیر نفسی) کو "انقلاب الحقیقۃ" کے عنوان سے قلمبند فرما کر ۱۹۳۶ء میں طالبان حق کی رہنمائی کے لئے شایع فرمایا تھا۔ چونکہ راقم عاجز کو اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے روحانی فوائد حاصل ہوئے اس لئے افادہ عام کی غرض سے ذیل میں چند اقتباسات شائع کئے جاتے ہیں، اور اللہ سے دعا ہے کہ ان کو ناظرین کے لئے نافع بنائے اور ان کے قلوب کو قبول حق کے لئے آمادہ فرمائے (مدیر)

نفس انسانی کا خاصہ اور صحبت و بیعت کا فلسفہ۔ سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ نفس انسانی میں اللہ تعالیٰ نے وہ خاصہ عنایت فرمایا ہے کہ کائنات کی کسی چیز کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔ اُس کو جس چیز یا جس امر کے ساتھ پیوستہ کیا جائے اُسی کے خواص قبول کرنے لگتا ہے، جانوروں کے ساتھ اُسے جوڑ دو تو پورا جانور بن بیٹھتا ہے، اور تمام حرکات و سکنات مویشیانہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر مویشیوں کو چھوڑ کر اُسے پرندوں سے پیوستہ کرایا جائے، تو اس کی طیرانی عقل بھی پرندوں کی طرح ہو نکلتی ہے، اگر شیطان کے نرغہ میں آجائے تو اُس کا چیلا اور وہی ہو بہو دکھائی دیتا ہے، لیکن گاہ اگر فرشتوں کی صف میں جا نکلے تو فرشتوں سے ممتاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ فرشتوں سے بڑھ کر چار قدم آگے مارتا ہے

انسان کو اشرف المخلوقات کرنے والی صفت کیا ہے، یہی صفت ممتاز اس کو اشرف المخلوقات کے درجہ پر لے گئی، ورنہ گوشت و پوست عقل و فراست تمام زندہ ہستیوں میں برابر ہے، یہ ایک اور بات ہے۔ کہ کسی ایک نوع کو کوئی ایک خاص عقل ہوتی ہے، دوسری کو نہیں، لیکن یہاں بھی تو انسانی افراد کا حال یہ ہے۔ کہ بعض افراد کی کل عقل بعض کی بالکلیہ مخالف ہوتی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس عقل کو جس عقل سے مشابہ بنانا چاہیں بنا سکتے ہیں، بخلاف دیگر ذی حیات کے، فرشتے گو فرشتے ہیں لیکن شیطانی مجلس میں بیٹھ کر بھی فرشتے ہی رہیں گے۔ اور شیطانی اثر قبول کرنے سے محروم۔

کسی چیز کی حقیقت اُس کے اندر داخل ہونے سے کھلتی ہے، پھر جس نفس میں انسانی نفس کو تربیت دیا جائے اُس میں وہ کمال اُسے نظر آتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو دکھاتا ہے۔ جس سے وہ خود منکر تھا۔ اور جسے وہ بعید از عقل خیال کرتا

تھا۔ ایک دیہاتی انسان جب کسی دریا کے کنارے پل کو ایک نظر سے دیکھتا ہے، تو اُسے سمجھ نہیں آتا کہ یہ کیا ہے۔ اور کیوں کر تیار ہُوا۔ لیکن جب اُسے کسی انجینئر فیکٹری (کارخانہ) میں چند سال لگا دیا جائے تو پھر اُسے یہ کام نہایت آسان معلوم ہونے لگتا ہے اور پہلے کام نہایت مشکل نظر آنے لگتے ہیں، جن میں پہلے وہ مشاق نہ تھا۔ مگر ایک مدّت کے بعد وہ اس آہنی پل سے گذرتے ہوئے سینکڑوں غلطیاں پل کے کاریگر (انجینئر) کی پکڑتے ہوئے نکلتا ہے،

فقر کے اندر داخل ہونے سے پہلے اعتراض کرنا غلطی ہے۔ بناءً علیہ جس انسان کو صوفیائے کرام کی صحبت حاصل نہیں ہوئی۔ وہ اُن کے تمام کارناموں کو افسانہ جانتا ہے۔ اور تمام بزرگوں کو بُری نگاہ سے دیکھتا ہے۔ بلکہ دھوکہ باز جانتا ہے۔ لیکن اگر وہی شخص چند دن اُن کی صحبت میں رہ کر پھر گلہ آغازی کرے تو اُس کا یہ گلہ کچھ نہ کچھ حقیقت رکھے گا۔ لیکن آج تک میں نے جتنے دیکھے یا سُنے وہی بزرگانِ تصوف پر پھبتیاں اُڑاتے ہیں، جو خود کبھی اس طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ اور نہ اُنہوں نے کبھی اِس حقیقت کے سُراغ لگانے کے لئے اپنی جدوجہد کی۔ حتیٰ کہ وہ ایسے بزرگوں کو دیکھنا بھی حرام جانتے ہیں، پھر حیرت ہے کہ ایسے لوگوں کے کہنے سے بعض ایسے نفوس بھی دھوکا کھا جاتے ہیں جو اپنے آپ کو فلاسفر، حقیقت شناس اور محقق کہلاتے ہیں، خود میں نے جب تک یہ راستہ نہ لیا تھا تو کتب تصوف (مثلاً مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ) کا مطالعہ کرتے ہوئے گھبراتا تھا کہ مولانا کیا فرماتے ہیں،

نفسی تعلقات کی اہمیت اور قرآنی شہادت اور اُس کا فلسفہ، کلام الٰہی نے نفسی تعلقات کو نہایت اہم وقعت دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ [۱] دوسری جگہ ارشاد فرمایا كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ [۲]۔ اگر نفسی تعلقات کسی سے قائم نہ ہوں تو صحبت کا کوئی معتد بہ فائدہ نہیں ہوتا۔ طوطی اور کوّے کو ایک پنجرے میں ڈالنے سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ ان دونوں کے نفسی تعلقات میں سخت تغائر ہے، صحبت اُسی وقت بار آور ہوگی جب نفسی تعلقات کا پیوند اندرونی قائم ہو، ورنہ بے فائدہ، جس متعلم کے تعلقات نفسی معلم کے ساتھ پیوستہ نہ ہوں وہ کبھی بھی اپنی تعلیم میں کامیاب نہ ہوگا۔ اس نفسی تعلقات کی بابت مجدد طریقہ (حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ محبت دریں راہ شرط است،

نفسی تعلقات کے بعد تغیر پیدا ہونا لازمی ہے: اس تعلق کے بعد تغیرات کا پیدا ہونا ممکن ہے، کبھی مرد بھی اپنے آپ کو عورت خیال کر سکتا ہے، لیکن جب مجنوں کے تعلقاتِ نفسی لیلےٰ کے ساتھ نہایت مضبوط ہو گئے، تو وہ اپنے آپ کو لیلیٰ جاننے لگا۔ اگر اسی طرح ایک انسان بارگاہِ ایزدی سے تعلق پختہ کرلے۔ اور وہ اس درجہ راسخ ہو جائے کہ اُس کے بغیر کچھ نظر نہ آئے اور اپنی ذات کو بھی سُبْحَانِيْ مَا اَعْظَمَ شَانِيْ [۳] کا خطاب دے بیٹھے۔ تو کیوں بُرا منایا جائے۔ ہاں اس تعلق کے منقطع ہونے کے بعد بھی ایسا کہے گا۔ تو مردود ہے، شیطان ہے، کیونکہ پہلی صورت میں اُس کے جذباتی قویٰ بالکلیہ فنا ہو کر سر اسرار ذاتِ باری عزاسمہ سے متاثر ہو کر بعینہٖ وہی کہتے ہیں، جو منشا آں ذاتِ بابرکات ہے، بخلاف دوسری صورت کے،

باقی دیکھئے صفحہ (۲۷)

---

[۱] جو صبح شام اللہ کی یاد کرتے ہیں اُن سے اپنا تعلق پیدا کرو۔ [۲] صادقین کے ساتھ رہو۔ [۳] آہا میری شان کتنی بڑی ہے،